معہ (ضمیمہ درس قرآن مجید) | الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ مرزا غلام احمدؑ | Reg. No. L. CCLXXXVIII | مسیحِ وقت مہدی ہم مجدد بر سرِ این صد | (پیشگی چار روپے)

(جلد ۱۰) | ۷ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۹ مارچ ۱۹۱۱ء مطابق ۲۶ پھاگن ۱۹۶۷ | (نمبر ۱۹)

بھائیو اگر قادیان آؤ گے تم | اڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | نورِ دینِ مصطفےٰ پاؤ گے تم

حضرت خلیفۃ المسیح ؑ

مکرمی جناب اکمل صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت کی طبیعت اللہ کے فضل سے رو بصحت ہے۔ زخم تھوڑا سا باقی رہ گیا۔ باقی سب بھر آیا ہے۔ رات کو پیشاب زیادہ آتا ہے جس سے قدرے بے خوابی ہو جاتی ہے اور کچھ ضعف ہو جاتا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ کریم جلد صحت کامل عطا فرماوے۔ والسلام۔

عاجز بشارت احمد عفی اللہ عنہ۔ ۷ مارچ ۱۹۱۱ء

ارشاد الامیر

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ طوطا حلال ہے یا حرام۔ فرمایا۔ قرآن میں آیا ہے۔ لا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب۔ ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔ یہ خدا پر افترا باندھنا ہے کہ حلال ہے یا حرام۔ خدا نے تو فرمایا ہے۔ حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ الخ حدیث شریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو جانور شکاری ہیں وہ حرام ہیں اس میں درندے۔ شکاری پرند وغیرہ سب داخل ہیں اب اس سے زیادہ کوئی مجاز نہیں کہ کیسی کو حلال اور حرام کہے۔ مگر دنیا میں چونکہ ہزارہا جانور ہیں۔ بھیریہ موئی کہ اب کسے کھاویں اور کسے نہ کھاویں اس مشکل کو اللہ تعالی نے نہایت آسانی سے حل کر دیا ہے۔ فرمایا۔ فکلوا مما رزقکم اللہ حلالا طیبا واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون۔ یعنے حلال طیب کھاؤ اب گویا یہ بتلا دیا کہ جو چیز طیب ہو وہ کھاؤ۔ چنانچہ ہر جگہ ہر قوم میں جو چیزیں عمدہ اور پاک ہیں اور شرفا اور مہذب لوگ کھاتے ہوں وہ کھالو۔ اس میں وہ استثنا جو پہلے بیان ہو چکے ان کا ملحوظ رکھنا نہایت ضرور ہے۔ عوا کھا لینے میں تو کوئی ہرج نہیں معلوم ہوتا۔ مگر میں نہیں کھایا کرتا کیونکہ ہمارے ملک کے شرفا نہیں کھاتے ایک دفعہ ایک صاحب میرے سامنے گوہ (ضب) پکا کر لائے کہ کھائیے میں نے کہا کہ آپ بڑی خوشی سے میرے دسترخوان پر کھائیے مگر میں نہ کھاؤنگا۔ کیونکہ شرفا اسے نہیں کھاتے۔

سوال پیش ہوا کہ جو غیر احمدی مسلمان ہم سے پوچھے کہ ہماری بابت تمہارا کیا خیال ہے اسے کیا جواب دیا جاوے۔

فرمایا۔ لا الہ الا اللہ ماننے کے نیچے خدا کے سارے ماموروں کے ماننے کا حکم آجاتا ہے۔ اللہ کو ماننے کا یہی مطلب ہے کہ اس کے سارے حکموں کو مانا جاویگا اب سارے ماموروں کا ماننا لا الہ الا اللہ کے معنوں میں داخل ہے۔ حضرت آدم۔ حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ۔ حضرت مسیح علیہم السلام ان سب کا ماننا اسی لا الہ الا اللہ کی ماتحت ہے حالانکہ ان کا ذکر اس کلمہ میں نہیں قرآن مجید کا ماننا سیدنا حضرت محمد خاتم النبیین صلعم پر ایمان لانا۔ قیامت کا ماننا سب مسلمان جانتے ہیں کہ اس کلمہ کے مفہوم میں داخل ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں لیکن وہ اپنے دعوے میں جھوٹے تھے یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے من اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب او کذب بالحق لما جاءہ۔ دنیا میں سب سے بڑھ کر ظالم دو ہی ہیں ایک جو اللہ پر افترا کرے دوم جو حق کی تکذیب کرے پس یہ کہنا مرزا نیک ہے اور دعاوی میں جھوٹا گویا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہے جو ناممکن ہے (حضرت اقدس علیہ السلام نے اس سوال کا حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ - ۱۶۵ میں کر دیا ہے پھر آپ عبد الحکیم کو اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں۔" بہرحال خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہونچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء عن معیار الاخیار صفحہ ۸ رقمطراز ہیں جو شخص ..... پیروی نہ کریگا تیری بیعت میں داخل نہ ہو اور تیرا مخالف رہیگا وہ خدا و رسول کی نافرمانی کرنیوالا اور جہنمی ہے ... بدر)

طاعون کا علاج

ایک خط پیش ہوا جسمیں کسی مخلص نے عرض کیا تھا کہ یہاں طاعون کا زور ہے۔ فرمایا اول استغفار کثرت سے کریں دوم خیرات کھانے کی چیزوں کے متعلق خصوصیت سے کریں یعنی کھانا پکا کر مساکین وغربا کو کھلائیں سوم نماز میں الحمد شریف پڑھنے کے وقت غیر المغضوب علیہم کہتے ہوئے مغضوب علیہم سے وہ لوگ مراد لیں جن کو طاعون ہوتا ہے اور بارگاہ ربی میں عرض کریں کہ الٰہی اس غضبی گروہ میں شامل نہ کیجیو۔

اطلاع ۔ اس ہفتہ ضمیمہ درس قرآن نہیں چھپیگا احباب معاف

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائیٹر و پبلشر و پرنٹر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا۔)

(کتبہ محمد حسین کاتب عفی اللہ عنہ)

91

پیامِ اکمل کا جواب

مخدومی اکمل! السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

یکم مارچ ۱۹۱۱ء کے بدر میں آپکا پیام پڑھا اور پڑھتے ہی دل میں درد اُٹھا اپنی بے بسی اور کم ہمتی پر غور کرتے کرتے میں اس قوم تک اولوالعزم قوم تک جا پہونچا جنھوں نے تیرہ سو برس گذرے۔ اسلام کی وہ خدمات کیں کہ قرآن مجید میں رضی اللّٰہ عنہم ورضوا عنہ۔ کا سارٹیفکیٹ مولا کریم سے حاصل کیا اسوقت نہ کاغذ کی ایجاد عام تھی نہ پریس کی برکت یہان تک کہ خدا کی مجید کتاب بھی کاغذون پر لکھی ہوئی نہ تھی تا بدیگران چہ رسد۔ پھر وہ زمانہ اور اہل اسلام کا مخالفین کی کثرت اور کثرت کے ساتھ اون مین مخالفت کی شدت ایسی کہ قتل اور خطرناک ایذا رسانی کے سینہ سپر ہونا اسلام کا عام مفہوم سمجھا جاتا تھا جو شخص مسلمان ہوتا وہ اپنے ہاتھ سے اپنی موت کے پروانہ پر گویا دستخط کر دیتا تھا ایسی حالت میں اس اولوالعزم قوم نے کیا کیا؟ آن حضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی قول اور فعل نہیں جو محفوظ نہ کیا گیا ہو آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی آپکے تمام ملفوظات اگر کاغذ پر نہیں۔ تو لوحِ حافظہ پر محفوظ تھے صحابہ کی سیرت سب محفوظ ایک دو نہیں ہزارون لاکھون کی تاریخ موجود ہے جن لوگون نے اسد الغابہ اور اصابہ وغیرہ کتابون کو دیکھا ہے وہ حیران ہو جاتا ہے ان کے کمال پر کہ کس طرح پر اونھون نے اس پاک جماعت کے حالات کو محفوظ کیا ہے صحابہ کی قلمی خدمات پر مبسوط اور ضخیم کتابیں لکھی جا سکتی ہین ان کے بالمقابل ایک ہم ہین کہ دعوی ہے۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کا۔ مگر مین اپنی نسبت کہتا ہون کہ مجھے تو اپنے لئے یہ آیت پڑھتے ہوئے شرم آجاتی ہے یہ خدا کا فضل ہے کہ ہم نے بروز محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو شناخت کیا اور اللّٰہ تعالی نے اس کے جوار مین رہنے کا موقعہ دیا۔ مگر سمائے لایزال مین اپنی نسبت تو ڈرتا ہی رہتا ہون کہ وہ مقصد جو اس مامور کی بعثت کا ہے ابھی تک حاصل نہین ہوا اور صحابہ کے کارنامون پر نظر کر کے پھر اس حالت پر غور کر کے جب اپنے زمانہ کو دیکھتا ہون اور ان برکات پر جو تکمیل اشاعت ہدایت کے زمانہ کے لئے ضروری تھین اور وہ موجود بھی ہین) غور کرتا ہون اور پا اپنی اپنی کمزوری کو محسوس کرتا ہون تو صاف الفاظ مین کہنا پڑتا ہے۔

کہ کچھ بھی نہین کیا!

بہرحال مین یقین رکھتا ہون کہ اگر ہمارے دوسرے دوست جو مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مصداق ہونے کے لیے چوڑے دعوے کرتے ہین صحابہ کا اور اپنا مقابلہ کرین تو انھین بھی اِلّا ماشاء اللّٰہ شرم آجاوے۔

آپنے جن کامون کا ذکر کیا ہے مین آج سے نہین ان مین سے بعض کو سنہ ۱۸۹۸ء سے محسوس کرتا ہون قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیری نوٹون کے متعلق جماعت کو کچھ توجہ نہین اور یہ افسوس نہین شرم کا مقام ہے کہ وہ قوم جو خالص دینی جماعت ہو جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرے جس کا امام قرآن مجید کو حقائق اور معارف کا نشان لے کر آئے جس کا موجودہ امام خود خدا سے قرآن مجید پڑھے اور قرآن مجید جسکی غذا ہو جس نے قرآن مجید کی تلاوت اور اشاعت کا عہد لیا ہو وہ قوم اتنا نہ کر سکے۔ کہ قرآن مجید کا ایک پورا ترجمہ اپنے ہاتھ مین رکھے؟

اس کا جواب قوم کے ذمہ ہے میں جو کچھ کیا خدا کے فضل سے کیا مجھے اپنی بے بضاعتی و کم علمی کا سچے دل سے اعتراف ہے تاہم خدا تعالی نے اپنے فضل سے مجھے موقعہ دیا کہ مین قوم کے سامنے وہ مایدہ رکھون جو اس کے اکابر علمار کا کام تھا جس سے وہ غافل ہین۔

پھر ایک نقص اور ہے بجائے اس کے کہ ایک کام کی تکمیل کیطرف توجہ ہوتی اور میرے ساتھ علمار کا گروہ ملکر کام کرتا۔ انجمن نے جس کو اس کام کی سرپرستی کرنی چاہیئے تھی خود اس کام کو اپنے ہاتھ مین لیا اور ایسے ناقص طور پر کہ اگر مین کچھ اس پر کچھ کہون۔ تو ہمارے بعض دوست بگڑ بیٹھین گے کہ انجمن کو بدنام کرتا ہے انگریزی زبان مین ترجمہ کرنے کی ضرورت کو تو محسوس کر لیا گیا مگر اہل وطن کا خدا حافظ حتی کہ وہ جماعت جو خدا کے برگزیدہ بندے نے تیار کی تھی اسے ہی اردو ترجمہ کے لئے انہین تراجم کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے جن کی غلطیاں نکالنے پر مسیح موعودؑ مامور تھا یہ دکھ کی بات ہے اور اسے ہر شخص محسوس نہین کر سکتا۔

مین جس نہج پر ترجمۃ القرآن لکھ رہا ہون مجھے اعتراف ہے کہ اس کے لئے نہ صرف ایک دو بلکہ کئی بزرگون کی مدد کی ضرورت ہے جو ترجمہ اور تفسیری نوٹون پر نظر کرین اور زوائد کو نکالکر ان پر اضافہ کرین مگر مجھے تو اس کا بھی گلہ ہے کہ پروف پڑھنے کی بھی کسی بزرگ نے تکلیف نہ اُٹھائی اور معاوضہ لیکر بھی کام اخلاص اور دیانت سے کرنے والے نہ ملے اور پھر جس قدر بھی طیار ہوا وہ الماریوں مین رکھا ہوا ہے مین تسلیم کرتا ہون کہ ہدیہ کسی قدر زیادہ ہے۔ مگر افسوس ہو گا اس قوم پر جو قرآن مجید کے حقائق اور معارف کی پیاسی ہو اور جب اس کی یہ ضرورت پوری ہو تو پھر سیاہی اور کاغذ کے خرچ کی زد بننے لگے؟

مجموعہ الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کا مجموعہ کچھ بھی مشکل کام نہین مگر سوال یہ ہے کہ طیار ہو تو چھاپے کون؟ اس قسم کے کامون کے لئے صدر انجمن کی سرپرستی ضروری ہے اور افسوس ہے وہ ہے نہین۔

اگر انجمن ایسے ضروری کامون کی سرپرستی کرے تو کرنیوالے انشاء اللّٰہ نکل آئین گے۔ مین نے ان تمام ضرورتون کو جن کا آپنے ذکر کیا ہے۔ عرصہ سے احساس کیا ہے مگر میرے ہاتھ مین قلم ہے۔ روپیہ نہین مین خدا کے فضل سے ان کامون کو کرنے کی کسیقدر اہلیت رکھتا ہون اور یہ مین تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہون مگر سوال یہ ہے کہ ان کامون کے لئے فرصت اور یکسوئی بکار ہے اور میرے لئے اس وقت ناممکن نہین تو مشکل ضرور ہے با این اگر بدر اور الحکم کے ناظرین نہین نہین احمدی قوم کے ان افراد مین جوش پیدا ہو جاوے جو ان ضروریات کو تسلیم کرین اور وہ مالی ذمہ داری اٹھالین تو اللہ تعالی کے فضل وکرم سے بعض کام تو بہت آسان ہین۔

حضرت مسیح موعود کی لائف اور سیرۃ الصادق اور حیاتِ نور کے لئے البتہ بہت محنت کی حاجت ہے اور وہ بھی بعض خاص حصون مین تاہم بہت بڑا حصہ ان کے مٹیریل کا مین جمع کر چکا ہون۔

پیارے اکمل! یہ کام سب کرنے کے ہین آپ اپنے نیاز مند اڈیٹر الحکم پر از راہ حسن ظن اعتبار کر سکتے ہین کہ وہ ان کامون کو کر سکتا ہے خدا تعالی اسے توفیق دے تو یہ مشکل کام نہین ہین البتہ اس کے لئے مالی مشکلات ایک روک ہے اگر قوم مین سے صرف ایک سو آدمی ایسے نکل آئین جو پانچ روپیہ ماہوار ان کامون کے لئے ایک سال تک دے سکین تو مین بشرط صحت و زندگی ان کامون کے لئے ایک عملہ اپنے مطلب کا رکھ کر شروع کر سکتا ہون اور اس سے نہ صرف ان کامون کی تکمیل کی راہ نکل آئیگی بلکہ الحکم کی تقویت بھی ہو گی سب سے اول قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیری نوٹون کو ختم کیا جاوے اور اس کے بعد لائف کا کام شروع کیا جاوے اس طرز پر ایک سال کے اندر قرآن مجید کا کام انشاء اللّٰہ ختم ہو سکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی بعض دوسری تالیفات بھی نکل سکتی ہین جو لوگ اس پر روپیہ صرف کرین وہ خود فروخت کا انتظام کرین میرا کام صرف لکھنا ہو گا نہ کچھ اور۔

انتظامی امور کے متعلق صرف ہدایات دونگا اور بس مین اپنی محنت کا کوئی معاوضہ کسی سے نہین لیتا میرے اجر کو اللّٰہ تعالی پر رہنے دو اس کے بعد پیارے اکمل! مین سمجھتا ہون مین اس فرض کو ادا کر چکا جو آپنے میرے ذمہ رکھا تھا اسکی تائید اگر قوم نے نہ کی تو بھی مین یقین رکھتا ہون کہ اللّٰہ تعالی اپنے فضل سے مجھے بہرہ ور کریگا اور ان ضرورتون کے پورا کرنے مین میرا قلم چلتا رہیگا جس طرح پر علیم خدا چاہیگا اسی پر بھروسہ ... ہے اور اسی حسب توفیق بخشی ہین۔ والسلام۔ آپکا مخلص نیاز مند۔ یعقوب علی تراب احمدی اڈیٹر الحکم۔ قادیان دارالامان

اعجاز القرآن

ایک پادری کی میں نے کتاب دیکھی جس کا نام اسم بامسمیٰ اعجاز القرآن ہے۔ واقعی اس ... لغو و بودی تحریر نے ایک اعجاز القرآن ظاہر کیا ہے۔

پادری صاحب کا سب سے پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ قصے جو قرآن میں آئے ہیں وہ یہود و نصاریٰ سے سُنے سنائے ہیں۔ وہ الہامی کیونکر ہو سکتے ہیں اور ماکنت لدیھم کہنا کوئی اعجاز نہیں کیونکہ ایک اَن پڑھ کو ان قصوں کا علم بغیر وحی کے بھی ہو سکتا ہے۔

جواب میں عرض ہے کہ قرآن مجید میں کوئی قصہ نہیں جس قدر بیان اگلے انبیاء کے آئے ہیں وہ سب ؎

خوشتر آن باشد کہ سرِ دلبران ٭ گفتہ آید در حدیثِ دیگران

کے ماتحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اُمت کے لئے آیندہ پیش آنے والے واقعات کی پیشگوئیاں ہیں اور یہ ہم ثابت کر سکتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کے واقعات مسلسل نہیں بیان کئے گئے بلکہ بقدر ضرورت لکھے گئے جس سے اس پیشگوئی کا اظہار ہو سکے جس کا سنانا مقصود تھا۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ یوسفؑ کے بیان کے بعد ذلک من ابناء الغیب نوحیہ الیک فرمایا ہے۔

پھر میں کہتا ہوں کہ تورات انجیل تو آپ کے پاس موجود ہے آپ ذرا قرآنی بیانات سے اس کا مقابلہ کر کے تو دیکھیں۔ کیا بعینہٖ وہی بیان ہے جو بائبل میں مذکور ہے۔ یا کئی جگہ سے فرق اگر قرآن مجید کا ماخذ بائبل تھی یا کوئی یہود یا نصرانی سکھانے والا تھا تو کیا وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اوّل سے آخر تک یکسان یہودیت و نصرانیت کی تردید ہے بلکہ یہود کے لئے ذلت و مسکنت و مغضوبیت کی پیشگوئیاں ہیں اور اسی طرح یاجوج ماجوج کی تباہی کی خبر ہے۔

مُصنف اعجاز القرآن نے بہت اچھا کیا کہ سُورہ والضحیٰ کو اس بات کے ثبوت کے لئے چنا کہ سُورتیں کس طرح بنتی تھیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ یہ سُورہ ضحیٰ قرآن کی خدیجہ کی طرف سے ہے نادان کو اتنا پتہ نہیں کہ اس میں جو زبردست پیشگوئیاں ہیں وہ انسانی وہم و خیال میں آ سکتی ہیں؟ اور کیا کوئی انسان ان حالات میں جنمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے ایسی پیشگوئی کر سکتا ہے۔ دیکھو اس سورہ میں اس چاشت کے وقت کا اعلان کرتا ہے۔ جبکہ یہی یتیم جو اس وقت مختلف مشکلات میں ہے۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مدینہ سے مظفر و منصور بطور فاتح کے مکہ میں داخل ہوگا اور اس وقت ثابت ہوگا کہ ماودعک ربک وما قلی۔ تیرے رب نے تجھے نہیں چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا۔ پھر فرماتا ہے۔ للاخرۃ خیر لک من الاولی۔ کہ ہر بعد میں آنے والی حالت پہلی سے بہت اچھی ہوگی یہ پیشگوئی پوری ہوتی۔ ایک دنیا نے دیکھ لی کیا جناب رسالتمآب کی شان و شوکت دن بدن بڑھتی نہ گئی کیا اس وقت تک کہ تیرہ سو برس گزر چکے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا دین روز افزوں ترقی پر نہیں۔ کیا اس کے دشمن اپنے ارادوں میں خائب و خاسر نہیں کیا اب بھی دجالی کوششیں ناکام نہیں ہو رہیں۔ کیا اب بھی اسی کے ایک خادم نے اس فتنہ کو نہیں مٹایا اور میدان جنگ میں ایک ہی حربہ سے دجّال کو ہلاک نہیں کر دیا۔ اور اب وہ نمک کی طرح اپنے ہی آپ ندامت سے گل نہیں رہا۔ اور ضالاً کے معنے کرنے میں بھی آپنے افترا سے کام لیا ہے یا اپنی بے علمی کا اظہار کیا ہے کیونکہ دوسرے مقام پر صریحاً وما ضل صاحبکم آچکا ہے۔ اس کے بعد آپنے جبرئیل کی جناب میں گستاخی کی اور انھیں معاذ اللہ سرکش شیطان سو بدتر۔ (دیکھو صفحہ ۹۴) بدعتی وغیرہ بنایا ہے۔ ہم اس کو جواب میں وہی آیۃ قرآنی سناتے ہیں جو جبرئیل کے دشمنوں کو خدا نے اپنی نبی اکرم کی معرفت سنائی۔ قل من کان عدواً لجبریل فانہ نزلہٗ علی قلبک باذن اللہ مصدقا لما بین یدیہ وھدیً وبشریٰ للمؤمنین من کان عدواً للہ وملٰئکتہٖ ورسلہٖ وجبریل ومیکال فان اللہ عدوٌ للکٰفرین۔

دراصل جبرئیل کا دشمن تمام کتب الٰہیہ تمام نیکی کی تحریکوں کا دشمن ہے اور یقیناً شیطان سے بدتر اور سرکش ہے۔ کیونکہ ہر نیک خیال کا محرک ایک فرشتہ ہے اور تمام ملکی تحریکات کا مرکز جبرئیل ہے پس گویا جبرئیل کا دشمن تمام نیکیوں کا دشمن ہے جس کو دوسرے الفاظ میں شیطان کہتے ہیں پھر آپنے ایک آیۃ کے معنے نہ سمجھتے ہوئے جبرئیل کو غیر معتبر ٹھہرایا ہے حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ چوکی پہرہ اس لئے نہیں کہ جبرئیل امین کچھ تغیر و تبدل کریگا بلکہ اس لئے کہ شیاطین اس میں دراندازی نہ کریں۔ جب خزانہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتا ہے تو جو گارڈ ساتھ ہوتی ہے وہ اس لئے نہیں کہ افسر خزانہ پر کوئی شبہ ہے بلکہ اس لئے کہ ڈاکوؤں سے امن رہے۔ اسی طرح وحی الٰہی کی حفاظت شیاطین سے ہے اور یہ مشاہدہ کی بات ہے۔ جب کوئی وحی کا نزول ہوتا ہے تو شیطان لوگ اس میں طرح طرح کی دراندازیاں کرتے ہیں اور اپنی طرف سے پورے کوشاں ہوتے ہیں کہ یہ بات پوری نہ ہو مگر خدا تعالیٰ اُسے پورا کر ہی دیتا ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ اِلّا اذا تمنّیٰ القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثمّ یحکم اللہ ایاتہٖ۔

اور جس خدا کی کتاب سے آپنے جبرئیل کا نامعتبر اور بدعتی شخص ہونا ثابت کیا ہے۔ اسی کلام الٰہی میں انّہٗ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثمّ امین آیا ہے جس سے آپکے تمام الزامات ہباءً منثورا ہو گئے کاش! پادری صاحب اپنے خداوند یسوع کا یہ قول یاد رکھتے کہ روح کے حق میں جو کفر بکا جاوے وہ معاف نہ ہوگا اس کے آگے آپنے بہت سے صفحات سیاہ کئے ہیں کہ قرآن فصاحت میں معجزہ نہیں۔ اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ہی شعر دے سکتا ہے۔ ؎

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہو

آیۃ قرآنی سے ہرگز ثابت نہیں کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ کا خطاب صرف مشرکین سے ہے دیکھو کس تحدّی سے پرزور عبارت میں فرماتا ہے۔ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ یعنی کوئی ہو جسے قرآن کے منجانب اللہ ہونے میں شک ہو وہ اس کی مثل لا کر دکھائے کیونکہ یہ امر اپنے مقام پر ثابت ہے کہ خدا کی بنائی ہوئی چیز کی مثل کوئی نہیں بنا سکتا پس اس کے کلام جیسا کلام بنانا بھی ممکن نہیں اور کبھی قرآن کی مثل قرآن لانے کا مطالبہ اور کبھی دس سورتوں کی مثل لانے کا ارشاد۔ پھر من مثلہ سے ظاہر ہے کہ ہر ایک بات میں مثل مطلوب ہے۔ صرف فصاحت کا ذکر نہیں۔

.. اگر بائبل اپنے تئیں مکمل قرار دیتی۔ تو اس میں ایک روح حق اور تسلی دہندہ کے آنے کی پیشگوئی نہ ہوتی۔ دیکھو قرآن مجید میں ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم۔ اور اس وحی کے مہبط کی نسبت فرمایا۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میرے خیال میں تمام کتاب کے جواب سے میں عہدہ برآ ہو چکا ہوں والسّلام۔

چند سوالوں کے جواب

ڈیرہ غازیخاں سے کوئی صاحب پانچ سوال بھیجکر اصرار کرتے ہیں کہ اخبار میں ان کا جواب چھپے۔

سوال اوّل۔ مشکوٰۃ میں نزول عیسیٰ بن مریم کا

ہے۔

جواب۔ اسی لئے تو ہم نے حضرت اقدس مرزا علیہ السلام کو مسیح موعود مانا کہ آیندہ زمانہ میں ایک آنے والے کی پیشگوئی تھی۔

نزول کے معنے آسمان سے اُترنے کے نہیں ہوتے دیکھو مسافر سے بھی پوچھ لیتے ہیں تم کہاں اُترے ہو۔ (ب) یہ لفظ دجال کے لئے بھی آیا ہے رینزل الدّجال بھذہ السبخة بمرقناۃ او رحتی ینزل دبر احد (رواہ مسلم عن ابی ہریرہ کنز العمال صفحہ ۳ جلد ۲) تو کیا وہ بھی آسمان سے نازل ہوگا (ج) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی آیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً یتلوا علیکم آیات اللہ (۲۸/۱۰) (د) بلکہ چارپاؤں اور لوہے کے لئے بھی آچکا ہے۔ انزل لکم من الانعام ثمانیۃ وانزلنا الحدید۔ پھر کسی صحیح مرفوع متصل حدیث میں نزول کے ساتھ من السماء کا ذکر نہیں اور اگر ہوتا تو بھی اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ آسمان سے بجسدہ عنصری اُتریگا کیونکہ اول تو بجسدہ عنصری آسمان پر جانا ثابت نہیں بلکہ خلاف اس کے بحکم فیہا تحیون وفیہا تموتون (اسی زمین میں زندہ رہوگے اور اسی میں مروگے) اور الم نجعل الارض کفاتاً احیاءً وامواتاً (کیا ہم نے زمین کو زندوں مردوں کو سمیٹنے والی نہیں بنایا) اور ولکم فی الارض مستقر (زمین ہی میں تمہارے لئے جائے قرار ہے) اور بجواب او ترقی فی السماء سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولاً فرمانے سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ مسیح ہو یا کوئی اور بجسدہ العنصری کسی کا آسمان پر جانا خلاف سنۃ اللہ ہے پس نزول کیسا (ہ) مسیح ابن مریم کے بارے میں انجیل میں کہا کہ وہ جو آسمان سے آیا حالانکہ سب جانتے ہیں کہ وہ بی بی مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔

پس اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی بعثت اور کامیابی آسمانی سامان و دعا سے ہوگی اور ایسے شہرت کے اسباب مہیا ہونگے کہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے تک وہ اپنی تبلیغ کر سکیگا جیسے کوئی آسمان سے اُترتا ہے۔ اور ابن مریم کمال مشابہت کے واسطے آیا جیسے سخی کو حاتم۔ بہادر کو شیر کہہ دیتے ہیں اور سورہ تحریم کے آخر میں پیشگوئی تھی۔ ضرب اللہ مثلاً للذین آمنوا الی ومریم بنت عمران التی احصنت فرجہا جس سے ضرور تھا کہ ایک مریم صفت ولی ہو جو نفخ روح القدس کے بعد ابن مریم بنے۔

پھر لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم سے بھی ظاہر ہے کہ مشبہ مشبہ بہ ایک نہیں ہونے اس لئے مسیح محمدی اور ہوگا۔ اور امامکم منکم بھی اسی کی طرف مشعر ہے پس ما من نبی الا لہ نظیر من اُمتی کے مطابق اور آیۃ خاتم النبیین کی ماتحت اور صراط الذین انعمت علیہم کی دعا کی قبولیت اور نبی کریم کے بیان کردہ اختلاف حلیتین کے موافق ضرور تھا کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے الگ ہو لیکن بوجہ کمال مشابہت بحکم اطلاق اسم الشئ علیٰ ما یشابہ فی اکثر خواصہ وصفاتہ جائز حسن کانہ ھو۔ کہا جاوے گا۔

سوال دوم۔ مسیح موعود کی قبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقبرہ میں۔

جواب دوم۔ یہ ٹھیک ہے مگر سمجھنے کے لئے عقل سوچنے کے لئے دماغ۔ غور کرنے کے لئے علم چاہیئے۔ کیا آپ لوگوں کا منشا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرقد منورہ اکھیڑی جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثم اماتہ فاقبرہ۔ پھر انسان کو موت دی پھر قبر میں ڈالا۔ یہ قبر برزخی قبر ہے۔ کیونکہ کئی انسان قبروں میں مقفل نہیں ہوتے۔ پس چونکہ مسیح موعود بروز محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور فنافی الرسول ہوکر احمد اندر جان احمد شد پدید کے مطابق من تو شدم تو من شدی۔ تاکس نہ گوید بعد ازیں تو دیگری من دیگرم کے درجہ پر پہنچ چکا ہے۔ اس لئے آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمنام کہا گیا اور اسی لئے اس قبر میں دفن ہونا بتایا گیا۔ چوتھے سوال کا جواب بھی آگیا۔ آپ نے اس کا نام محمد بن عبد اللہ کہا مگر روایت میں یواطی اسمہ اسمی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام احمد بھی تھا۔ چنانچہ واسمہ احمد بن عبد اللہ (اقتراب الساعۃ صفحہ ۷۶) اور جواہر الاسرار صفحہ ۵۸ میں عیسیٰ نام آیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ صفاتی نام ہیں۔ بحوالہ علام احمد

سوال کسوف وخسوف

جواب سوم۔ کسوف خسوف کا ماہ رمضان میں غیر معمولی تاریخوں میں ہونا ایک حدیث میں ہے۔ جو واقع ہوکر اپنی صحت کی شہادت دے چکی ہے کیونکہ جو حدیث پیشگوئی پر مشتمل ہو اس کا پورا ہو جانا ہی اس کے صحیح ہونے کا ثبوت ہو۔

چنانچہ وہ ان الفاظ میں تھی۔ ان لمھدینا آیتین۔ لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض تنخسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔ قرآن شریف کی آیۃ خسف القمر وجمع الشمس والقمر یعنی قمر کو خسوف ہو۔ اور اس بات میں سورج وچاند جمع کر دئیے جاویں اس کے آگے یقول الانسان یومئذ این المفر کہہ کر یہ بھی بتا دیا۔ کہ اس کو بعد طاعون پڑیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سوال چہارم۔ یہ مسلم ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد ہوتا ہے۔ پچھلی صدیوں میں جو مجدد ہوئے ہیں ان کے نام۔

جواب۔ چونکہ آپ مسلمان ہیں۔ نبی اکرم کی اس حدیث کو مانتے ہیں اس لئے میرا فرض نہیں کہ میں آپ کو پچھلے مجددین کی فہرست دوں۔ ہاں اپنی صدی کا ذمہ وار ہوں وہ مرزا غلام احمد علیہ السلام ہے اگر کسی اور نے دعوےٰ کیا تو مجھے بتاؤ اور پھر ضرور تھا کہ جھوٹے مدعی سے مقابلہ کرتا۔ عسل مصفی میں فہرست بھی دی ہے دیکھو صفحہ ۱۱۷ تا ۱۱۹۔

سوال پنجم۔ خر دجال کی مشابہت ریل کے ساتھ۔

جواب۔ پہلے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ مکاشفات کا علم ایک باریک علم ہے۔ پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ریل کا نظارہ کیا تو اس کے سمجھانے کے لئے کہ وہ باربرداری کا کام دے گی اور سواری کا بھی حمار سے زیادہ کوئی لفظ موزوں نہ تھا پھر اسکی جسقدر صفات بتائی گئی ہیں وہ سب اس پر صادق آتی ہیں۔

نشان اول۔ تخرج نار من حبس سیل (پانی کے بند کرنے سے بھاپ نکلیگی) (۲) تسیر سیر مطیۃ الابل اونٹ کی چال چلیں گی (۳) صبح کو چلے گی دوپہر کو چلیگی شام کو چلیگی یعنی ہر وقت (۴) ما بین حافرہ الی الحافر الاخر مسیرۃ یوم ولیلۃ۔ یعنی چلنے کے مقام سے ٹھہرنے تک اتنا ہی کا فاصلہ ہوگا۔ چنانچہ اتنے فاصلہ پر انجن یا انجن ڈرائیور بدلتا ہے (۵) یتناول السحاب بیمینہ۔ یعنی ایسی سریع السیر کہ بادلوں کو پیچھے چھوڑ جائے۔ امامہ جبل دخان وخلفہ جبل دخان۔ چنانچہ انجن سے چلتے ہوئے جو دھواں نکلتا ہے وہ پہاڑ بن جاتا ہے (۶) ما بین ۱۰۰۰۰ اذنیہ اربعین باعاً۔ یعنی چالیس باع لمبا۔ ڈاک گاڑی کا طول ماپ کر دیکھ لو (۷) ایک حصے میں آگ ایک میں جل۔ یہ بھی صحیح ہو۔

ایک آریہ کی اعتراضوں کے جواب (کمیونیکیٹڈ)

سوال اول سورہ نحل میں ہے کہ نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شئ۔ اب کیا کوئی مسلمان بھائی مجھے بتلا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں ریل۔ ہوائی جہاز۔ تار۔ فوٹوگرافی۔ علم ریاضی۔ فزیالوجی۔ ہیتالوجی۔ اسٹرونمی ودیگر علوم واشیاء جدیدہ کا کیا بیان ہے اور کہاں ہے۔

الجواب۔ اگر معترض سیاق سباق دیکھتا تو اس کا سوال حل ہو جاتا دیکھو خدا تعالیٰ نے اسی سورۃ کے پہلے رکوع میں یہ پیشگوئی کی ہے۔ والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق ما لا تعلمون۔ یعنی خدا تعالیٰ وہ اشیا دنیا میں پیدا کریگا کہ جن کو لوگ نہیں جانتے اور وہ ترقیات دنیا میں ہونگی۔ جو نہ کسی نے اپنے زمانے میں دیکھی ہیں اور نہ سُنی ہیں اور یہ پیشگوئی کئی سو برس پہلے کیگئی ہے۔ لیکن جن کی آنکھوں پر تعصب کا

پردہ ہے وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سُنتے ہوئے نہیں سُنتے۔

دوم - قرآن کریم میں آیا ہے۔ وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون - اس آیت کریمہ سے صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ یہ کتاب ان اختلافوں کو مٹانے کے لئے آئی ہے جن میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے اور یہ ہدایت ہے اور رحمت ہے ایمان لانے والی قوم کے لئے۔

سوم - تبیاناً لکل شیءٍ سے یہ مراد ہے کہ یہ کتاب ہر ایک وہ ذرائع جن سے کہ انسان راہِ راست پر چل سکتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو پا سکتا ہے بیان کرتی ہے یہ ٹھیکہ تو اٹھایا ہوا ہی نہیں ہے کہ تمام دنیا کی باتیں بتلائے بلکہ صرف ہدایت کی راہیں بتلاتی ہے اور خدا رسیدہ انسان بنا دیتی ہے۔

چہارم - عربی زبان کا یہ محاورہ ہے کہ لفظ کل جب کسی عبارت میں آتا ہے تو اس کے معنے تمام دنیا کی اشیاء نہیں ہوتے۔ جب تک کہ اس کے ساتھ اجمعون - اکتعون وابتعون نہ ملے۔ چونکہ اس عبارت میں کوئی لفظ الفاظ مذکورہ میں سے نہیں اس لئے آپکا اعتراض وارد نہیں ہو سکتا

پانچویں - تبیاناً - کے معنے ہیں بیان۔ اور بیان تو اس چیز کا کیا جاتا ہے۔ کہ جس میں کوئی جھگڑا ہو اور وہ صاف طور پر بیان نہ ہو۔ تو معلوم ہوا کہ یہ کسی خاص غرض کے لئے لفظ ہے پس وہ غرض وہی ہے جس کو میں اشارتاً بیان کر آیا ہوں یعنی وہ ان اختلافوں کو مٹانے والی ہے۔ جن میں کہ لوگ اختلاف کرتے تھے۔

اعتراض ۲۲ - واذا اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور - اس پر معترض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ جب لیا ہم نے تم سے اقرار اور جڑ سے اکھاڑ کر کوہ طور کو ہم نے تمہارے سر پر کھڑا کر دیا۔

الجواب - اول تو ہمیں معترض یہ بتلاؤ کہ اکھاڑ دیا کس لفظ کے معنے ہیں اگر کہو کہ اذ نتقنا الجبل کے۔ تو سُنو کہ نتقنا کے معنے ذعزعنا کے ہیں یعنی ہلا دیا ہم نے (قاموس) دوسرے مسلم میں یہ حدیث آئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں جا رہے تھے تو آپکے سامنے پہاڑ آ گیا تو فرمایا دفع لنا الجبل - پس ان تمام قرائن سے ثابت ہو گیا کہ بنی اسرائیل اس وقت پہاڑ کے دامن میں نیچے بیٹھے تھے۔

اعتراض ۲۳ حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئۃ - اس پر معترض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ کیا مسلمان اب بھی قرآن شریف کی اس سائنس کو مانتے ہیں کہ سورج کیچڑ میں ڈوبتا ہے۔

الجواب - یہ بالکل غلط بات ہے اس کو ہرگز کوئی مسلمان نہیں مانتا بلکہ یہاں پر تو خدا تعالیٰ ایک شخص کی بات نقل کرتا ہے کہ وجدھا - کسی شخص نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ کسی کیچڑ والے چشمہ میں ڈوبتا ہے دوسرے یہ بات ہے کہ جب ہم کسی سمندر یا دریا یا جھیل پر کھڑے ہوتے ہیں تو ہمیں سورج اس سمندر یا جھیل یا دریا یا کسی جنگل میں ڈوبتا نظر آتا ہے تو کیا ہم اس کے یہ معنے سمجھیں گے کہ وہ واقع میں ان جگہوں میں ڈوبتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں جو ایسا کہتا ہے وہ صریحاً غلطی کرتا ہے اور بے وقوفی کرتا ہے ایسے ہی مطلع الشمس سے مراد ہے مشرق۔

اعتراض ۲۴ - قرآن شریف کے سورہ انبیاء رکوع ۲ میں ہے اولم یر الذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقناھما - یعنی کیا نہیں دیکھا کافروں نے کہ سب آسمان اور سب زمینوں کے منہ بند تھے پس کھولا ہم نے انہیں کیا مسلمان بتلا سکتے ہیں کہ آسمان کیا چیز ہیں اور ان کے عقیدہ کے مطابق کتنے ہیں اور کہاں ہیں کس چیز سے بنے ہیں کیا مسلمان آسمانوں زمینوں کے منہ کا پتہ بتلا سکتے ہیں اور وہ کب بند تھے اور اللہ نے کن کافروں کے روبرو کھولے۔

الجواب - معلوم ہوتا ہے کہ معترض عربی بالکل جانتا ہی نہیں اور اس کے محاورہ سے بالکل ناواقف ہے اس نے کہاں سے نکالا ہے کہ ان کے منہ بند تھے اور اس نے منہ کے معنے کس لفظ سے لئے ہیں اصل میں رتقا کے معنے (سداً) کے ہیں فتق السماء - یعنی آسمان بارش نہیں برساتے تھے تو برسانے لگے۔ وفتق الارض یعنے زمین کچھ نہ اگاتی تھی تو اوس نے نباتات پیدا کئے۔ حضرت عباس نے اس محاورہ کو اپنی کلام میں بولا ہے فتقت السماء بالغیث وفتقت الارض بالنبات۔ یہ محاورہ عربی زبان میں بولا جاتا ہے جس کو قریباً قریباً معمولی عربی دان بھی جانتا ہو گا۔

اعتراض ۲۵ - بلغت القلوب الحناجر - معترض نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ دل تو ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جو کسی طرح گلے تک پہونچ ہی نہیں سکتا اور اگر کوئی اس کو جگہ سے کاٹ کر ٹھونسنا چاہے تو بھی اس کا گلے میں آنا ناممکن ہے پھر مسلمان بتلائیں کہ زندہ آدمیوں کے دل کیسے گلوں میں آ گئے کیا یہ قرآن کی بات جھوٹی نہیں۔ اور مبالغہ آمیز نہیں۔

الجواب - یہ اعتراض دیدہ و دانستہ لوگوں کو غلطی میں ڈالنے کے لئے کیا گیا ہے۔ ورنہ اس قسم کے محاورے ہر زبان میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ جب کسی کو کوئی تنگ کرے تو کہتے ہیں کہ تو نے ہمارا ناک میں دم کر دیا۔ اب وہ شخص کس قدر بیوقوف ہے جو اس کے لفظی معنے لیکر یہ اعتراض شروع کر دے کہ اگر دم ناک میں آ گیا تو پھر بستے کس طرح ہو۔ اسیطرح کلیجہ کو آ گیا ہی ہندوستان میں بولتے ہیں اور معترض خوب سمجھتا ہے کہ کس موقعہ پر بولتے ہیں

اعتراض ۲۶ قرآن سورہ بقر رکوع ۸ میں ہے۔ لقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین - اب ہم مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا دراصل یہ واقع سچ ہے؟

الجواب - اصل بات یہ ہے کہ یہودیوں کے پاس رسول آتے رہے اور وہ ان کی جناب میں گستاخیاں کرتے رہے آخر اپنی گستاخیوں اور نافرمانیوں کی پاداش میں ذلیل و خوار ہوئے چنانچہ خدا تعالےٰ اپنی پاک کتاب میں فرماتا ہے۔ ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباءوا بغضب من اللہ ذلک بانھم کانوا یکفرون بایات اللہ ویقتلون النبیین بغیر الحق ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون - یعنی ان پر ذلت و مسکنت لپس دی گئی اور وہ الٰہی غضب میں آ گئے کیونکہ اونھوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کی - پس اس بنا پر ان کو ذلیل بندر کہا گیا ہے دوسری جگہ ایک اور آیت اس کی تشریح کرتی ہے جہاں پر خدا تعالیٰ کافروں کو مخاطب کرتا ہے۔ اولئک کالانعام بل ھم اضل سبیلاً - کہ یہ لوگ جانوروں سے بھی گمراہ ہیں پس فی الواقعہ وہ بندر نہیں ہو گئے تھے۔ دوسرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جن قوموں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا ہے یا عذاب دیا ہے ان کی نسل باقی نہیں رہی اور تفسیر ابن جریر میں مجاہد رئیس المفسرین سے مروی ہے کہ وہ حقیقتاً بندر نہیں بنائے گئے بلکہ خداوند کریم نے اون کے دلوں کو ایسا مسخ کر دیا کہ وہ وعظ و نصیحت اور زجر و تنبیہہ کو نہ سمجھتے تھے پس اس صورت میں ان کو بندروں کے ساتھ تشبیہہ دینا منظور ہے۔ جیسے کہ اس شعر میں ہو۔ شعر

اذا انت لم تعشق ولم تدر ما الھوی
فکن حجراً من یابس الصخر جلمدا

ترجمہ - جب تو عاشق نہ ہو اور محبت نہ جانتا ہو - پس تو سخت خشک پتھروں سے ایک پتھر بن جا۔ وہ حقیقی بندر ہرگز نہیں بنائے گئے تھے بلکہ یہاں پر ذلت و حقارت میں بندروں سے تشبیہہ دینی مقصود ہے۔ جیسا کہ خاسئین اور نکالاً لما بین یدیھا وما خلفھا - سے ظاہر ہے اس لئے کہ سوائے عقلمندوں کے اور اشیاء کی۔ ین وَن اور وَن والی جمع نہیں آتی ہے اور یہاں پر خاسئین جمع کی اون کے ساتھ آئی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بعد اس سزا کے بھی انسان ہی رہے تھے اور ہمکتا ہے اس لئے کہ خداوند کریم اس واقعہ سزا کو حاضرین

[illegible] والون کے لئے دہشت انگیز اور عبرت انگیز امر قرار دیتا ہے اور ظاہر ہے کہ ان کی ظاہری صورتون کا مسخ ہو کر مرجانا غائبین کے لئے ہرگز موجب عبرت نہین ہو سکتا۔ بلکہ یہ تب ہو سکتا ہے کہ وہ خود بھی رہین اور یہ سزا بھی باقی ان پر رہے اور فرمایا کہ اس سزا کی پوری تفصیل سورہ مائدہ اور سورہ اعراف کی آیتون مین ہے۔ جہان پر ان کے بندر بنانے کے ذکر کے بعد ان کے احوال بیان فرمائے ہین اور وہ احوال انسانون کے ہین نہ حقیقی بندرون کے اور وہ یہ ہین۔ سورۂ مائدہ۔

قل هل انبئكم بشر من ذلك مثوبة عند الله من لعنه الله وغضب عليه وجعل منهم القردة والخنازير وعبد الطاغوت اولئك شر مكانا واضل عن سواء السبيل واذا جاؤكم قالوا آمنا وقد دخلوا بالكفر وهم قد خرجوا به والله اعلم بما كانوا يكتمون وترى كثيرا منهم يسارعون بالاثم والعدوان واكلهم السحت لبئس ما كانوا يصنعون۔ پس یہان پر پہلے ان کے بندر اور خنازیر اور بت پرست بننے کا ذکر ہے اور پھر آیا ہے کہ جب وہ تمہارے پاس آتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ آئے اور کفر کے ساتھ نکلے اور جو کچھ وہ پوشیدہ رکھتے ہین اون کو اللہ خوب جانتا ہے۔ پھر فرمایا کہ تم اون مین سے بہتون کو دیکھتے ہو۔ گناہ اور عدوان اور حرام خوری مین جلدی کرتے ہین۔ ضرور بہت برا کرتے ہین کیونکہ لوگ اور ہون کے علماء اون کو گناہ کی باتون اور حرام خوریون سے منع نہین کرتے ضرور بہت برا کرتے ہین۔

اعتراض ۶ ۔ قرآن سورہ نساء کی ۲۲ رکوع مین ہے کہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم ۔ حالانکہ عیسیٰ کو صلیب پر چڑھایا گیا اور قرآن اس سے صاف منکر ہے اور مسلمان بائبل اور قرآن دونون کو مانتے اور جانتے ہین تو اب ہمین بتلائین کہ دونون مین سے کون سچا اور کون جھوٹا ہے اگر کہو کہ قرآن سچا ہے تو اس کا ثبوت دو۔

الجواب ۔ اول تو ہم معترض سے یہ سوال کرتے ہین کہ وہ پہلے یہ ثابت کرے کہ آیا انجیل بھی کوئی خدائی کتاب ہے یا نہین اگر وہ کتاب ہے تو کیا اس کو سابق محققین نے مانا ہے یا نہین پھر کیا وہ اصلی اور وہی کتاب ہے جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ہے اور اس کے کتاب ہونے کا کیا ثبوت ہے جبکہ اس کے نام یعنے بشارت ہی سے ظاہر ہے کہ وہ چند ایک پیشگوئیان تھین۔ پھر تمام مسلمان اسے بالاتفاق محرف و مبدل مانتے اور جانتے ہین اب اس کا کیسے اعتبار کیا جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ نے جب دعوےٰ کیا اور ان چند ایک پیشگوئیون کو بیان کیا۔ تو یہودیون نے عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اور بہت جھٹلایا۔ اور انھون نے یہ معیار قائم کیا کہ جو نبی صلیب پر چڑھایا جاوے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے۔ اور یہودیون نے اپنے معیار کے مطابق اون کو جھوٹا اور لعنتی قرار دیا۔ اب اس طرف سے عیسائیون کو فکر ہوئی کہ ہمارا نبی اب لعنتی موت مارا جاتا ہے اس لئے عیسائی کہتے ہین کہ وہ سولی پر تو چڑھایا گیا ہے اور مارا بھی گیا ہے لیکن پھر تیسرے دن زندہ ہو گیا اور اس کی ہڈیان نہین توڑی گئین اور قبر مین سے نکلکر تیسرے روز کہین چلا گیا۔ خدا تعالےٰ ان دونون قومون کی تردید مین فرماتا ہے کہ تم دونون غلط کہتے ہو وہ نہ تو قتل کیا گیا اور نہ ہی سولی پر مارا گیا۔ ولکن شبہ لہم۔ لیکن ان کو ایسا شبہ گزرا کہ وہ مارے گئے ہین۔ صلیب پر مارے جانے کے یہ معنے ہین کہ جسکی صلب کی ہڈی بھی توڑی جاوے لیکن حضرت عیسیٰ ؑ کی صلب کی ہڈی نہین توڑی گئی۔ پس اس سے صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ وہ مشبہ بالمصلوب بنائے گئے اور صرف زخمی ہو کر بچ گئے۔ اور انجیل کے مشترک واقعات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

عبید اللہ بن حافظ غلام رسول وزیر آبادی طالب علم مدرسہ احمدیہ قادیان

محنت کر کے کھاؤ

میرے بھائیو! دیکھو مین تم سب سے چھوٹا ہون اور شاید آپ لوگون کے خیال مین کم عقل بھی۔ مگر ایک دردمند آواز سمجھ کر اپنے چھوٹے بھائی کی ایک عرض سن لو اور وہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے کوئی کام کر کے اور بازؤن سے محنت کر کے کھانے اور پہننے مین دین و دنیا کی بھلائی اور بہتری ہے کیون کہ مین نے سنا ہے۔ کہ ہمارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال کو نہایت برا جانتے تھے اور مزدوری کرنا بہت بہتر ہے کسی سے مانگ کر کھانے سے۔ ایک حدیث مین نے سنی ہے کہ ایک صحابی نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ حضرت نے اپنے ہاتھ سے اون کو کلہاڑی تیار کر کے دی کہ جاؤ لکڑیان کاٹو اور بیچ کر کھاؤ۔ جو کہ حلال اور پاکیزہ ہے۔ غرضیکہ مزدوری کرنا کوئی ذلت کی بات نہین۔ مین نے دیکھا ہے کہ آجکل شریف مگر بیکار لوگ نکمے ہونے کے سبب بہت ذلیل و خوار ہین اور مستری اور لوہار اور بڑھئی اور کفش دوز بہت اعلےٰ رتبون پر اور دولت مند ہین اور انہی شریف خاندانون کو صدقہ و خیرات دیتے ہین۔ غرضیکہ پیارے بھائیو۔ ہنر سیکھو اور کھاؤ اور دو اور دلاؤ۔ عزت بھی اسی مین ہے اور شرافت بھی اسی مین ہے۔ دین و دنیا بھی اسی مین ہے کیونکہ تمہارے پاس پیسہ ہوگا۔ تو بھوکے کو کھانا کھلاؤ گے۔ ننگے کو پہناؤ گے۔ غریبون کی حاجتین پوری کرو گے۔ تو ستر گنا بلکہ اسّی گن ثواب حاصل ہوگا جس سے جنت کے وارث بن جاؤ گے۔ دیکھو ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کئی لاکھ آدمیون کے پیر ہین مگر اپنی طبابت سے کمایا ہوا کھاتے اور پہنتے ہین۔ سو ہم کو بھی چاہیئے کہ ان کی تقلید کرین۔ اپنے ہنر سے کمائین کھائین اور پہنین کھلائین اور پہنائین۔ فقط

رشید احمد طالب علم جونیئر سپیشل کلاس قادیان (عمر ۱۱ سال)

نواب پیلس لاہور ۔ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

مکرم بندہ جناب اڈیٹر صاحب!

مجھے ایک چٹھی اور ایک اعلان حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب صاحب سلسلہ احمدیہ از قادیان موصول ہوئے ہین جن کی نقل بجنسہٖ اخبار مین شائع کرنے کی غرض سے بھیجتا ہون امید ہے کہ آپ ان کو بہت جلد پبلک کی آگاہی کے لئے شائع فرما کر مشکور فرماوین گے۔ فتح علی خان۔

نقل چٹھی ۔ از قادیان ۔ ۲۷ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

مکرم معظم جناب نواب صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جیسا کہ مین نے پہلے جناب کو لکھا تھا۔ مجھے اسلامی یونیورسٹی کی تجویز کے ساتھ پوری ہمدردی ہے مین خود اس فنڈ مین انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہزار روپیہ دونگا اپنی جماعت کی شمولیت کے لئے مین نے ایک اعلان شائع کر دیا ہے جس کی نقل ارسال خدمت ہے۔ والسلام ۔ دعاگو ۔ نور الدین

نقل اعلان

اعلان ضروری
بتعلق
تکمیل تجویز محمڈن یونیورسٹی کو

چونکہ اس وقت ایک عام تحریک اسلامی یونیورسٹی کی ہندوستان مین قائم کرنے کے لئے ہو رہی ہے اور بعض احباب نے یہ دریافت کیا ہے کہ اس چندہ مین ہمین بھی شامل ہونا چاہیئے یا نہین۔ اس لئے ان سب احباب کی اطلاع کے لئے جو اس سلسلہ مین شامل ہین یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اگرچہ ہمارے اپنے سلسلہ کی خاص ضروریات بہت ہین اور ہماری قوم پر بہت بوجھ چندون کا ہے تاہم چون کہ یونیورسٹی کی تحریک ایک نیک تحریک ہے اس لئے ہم یہ ضروری سمجھتے ہین۔ کہ ہمارے احباب بھی اس تحریک مین شامل ہون۔ اور قلمی قدمی ۔ سخنی ۔ زری مدد دین۔

دستخط

نور الدین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

صدائے ناصر

اما بعد جملہ احباب پر واضح ہو کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس مین مُردے بھی زندہ ہو گئے ہین اور تم تو زندہ رسُول زندہ کتاب کے پیرو ہو اور تمہارا امام مسیح و مہدی ہے تمہین بطریق اولی زندہ دل اور ہشیار ہونا اچھا ہے دیکھو زمانہ جاگ رہا ہے اور ہزارون برس کی مری ہوئی قومین بیدار ہو رہی ہین۔ ہندو بُت پرستی چھوڑ کر توحید کے دعوے دار ہو گئے ہین اور تمہاری خوشنصیبی سے تھوڑے بہت توحید الٰہی پر قائم ہوئے ہین عیسائی قومین تثلیث کو ترک کر رہی ہین اور حضرت عیسیٰ کی خدائی تزلزل مین ہے۔ غرضیکہ ہر طرف توحید کا ڈنکہ بج رہا ہے اور علم کی ندیان بہ رہی ہین۔ ترقی کا جوش دنیا مین پھیل رہا ہے اس کا سبب تمہارے امام کی آمد ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نور نازل ہُوا اور جب نور آتا ہے تو ظلمت ضرور دُور ہو جاتی ہے۔ لہذا اس نور توحید اور نور علم کے اصلی وارث تمہین ہو۔ تم پر یہ فضل کی بارش بالخصوص ہوئی ہے گو کہ اور لوگون نے بھی اس سے بقدر اپنی لیاقت اور حوصلہ کے فائدہ اٹھالیا ہے چون کہ رُوح بغیر جسم کے قائم نہین رہ سکتی یہ تجربہ اور مشاہدہ کی بات ہے۔ لہذا پہلے جسم کے لئے ہر چیز مُہیّا ہوتی ہے پھر رُوح کی باری آتی ہے پہلے جسم انسانی بنتا ہے پھر اس مین رُوح پھونکی جاتی ہے۔ اسی طرح اس زمانہ مین پہلے انگریز دنیا کی اصلاح کے لئے دور دراز ملک سے آئے پھر امام وقت پیدا ہُوا تاکہ اس پُر امن سلطنت کے زیر سایہ اپنے مشن کو رونق دے اور لوگ امن و عافیت سے خدا کے سلسلہ مین ہون اور کوئی ظالم اور جابر لوگون کو اس سلسلہ مین آنے سے نہ روک سکے اب ترقی کے آثار چار جانب عیان ہو رہے ہین اور اسی کا ایک یہ بھی کرشمہ ہے کہ سنہ ۱۹۱۱ء مین مسلمانون کو یونیورسٹی کا خیال پیدا ہُوا اور ہز ہائنس آغا خان صاحب بالقابہ جیسے معزز ...... اس کے حامی اور سر پرست بنے اور چند روز مین بیس لاکھ روپیہ مسلمانون نے ہاتھون ہاتھ جمع کر لیا ہے اُمید ہے کہ ایک کروڑ روپیہ اس کام کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ جمع ہو جاویگا۔ غور کرو کہ کبھی مسلمانان ہند اور کہا کروڑ روپیہ ترقی علم کے لئے جمع کرنا مین یہ نہین کہتا کہ مسلمانان ہند کنگال ہین ان کے پاس روپیہ نہین ہے بے شک روپیہ تو تھوڑا بہت ان کے پاس ہے۔ مگر ترقی دین و دنیا کے لئے نہین بلکہ عیش و آرام کے لئو۔ بد افعالیون کے لئے۔ بے جا فیاضیون کے لئے ناچ رنگ کے لئے اسوقت سے پہلے بھی کبھی (تیرہوین ۱۳ صدی سے لیکر آج تک) مسلمانون نے کوئی کام نیک اتفاق اور محبت سے کیا تھا یہ ہمارے امام کی برکت ہے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے ہم تو یہی کہینگے کہ یہ سب کچھ اسی امام عالی مقام کا طفیل ہے پھر تم خود سوچو کہ غیرون نے جب اس کی آمد سے اس قدر فائدہ حاصل کیا تو تم جو اوس کے بچون کی طرح ہو کیون پیچھے رہو تم بھی کوشش پر کمر باندھو۔ قادیان جو تمہارا مرکز ...... ہے اس کو آباد کرنے مین سرگرمی دکھاؤ اور جو جو کام وہان ادھورے پڑے ہین اون کو پورا کرو ہائی سکول کی عمارت ابھی شروع بھی نہین ہوئی۔ لوگ یونیورسٹی کے لئے روپیہ بہم پہونچا چکے ہین تم نے ہائی سکول کے لئے بھی سرمایہ جمع نہین کیا۔ افسوس!

اس وقت میرا مطلب ... آپ صاحبون کو تکلیف دینے سے اور ہی ایک کام کے لئے کچھ مانگنا ہے اور اوپر کی کل تحریر بطور تمہید کے تھی وہ کام قادیان کے مہاجرین کے لئے چند مکان بنانے مین جن کے لئے مجھ پریشانی ہے اور میرا دل دردمند ہے قادیان مین دین سیکھنے کے لئے لوگ آتے ہین بعض اون مین سے یہین رہ جاتے ہین کچھ تو ان مین سے مجرد ہوتے ہین اور کچھ اون مین سے بیوی بچہ بھی ہمراہ رکھتے ہین مجرّدون کے لئے تو مہمان خانہ ہے لیکن عیالدار اور مہاجرین کے لئے کوئی سامان نہین وہ بیچارے تکلیف بھگت رہے ہین اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی مدد کے لئے مجھے منتخب فرمادیا ہے اور میرے دل مین اون کے لئے سچا جوش بخشا ہے اس لئے مین پارہ کی طرح بے قرار رہتا ہون اور ایک عاشق کی مانند سرگردان پھرتا ہون اے احمدی قوم تمہاری آنکھون مین سر آغا خان صاحب بالقابہ سے کم نہین ہے ساری مسلمان قومون نے ان کا ارشاد مان لیا اور متفرق فرقون نے بغیر چون وچرا روپیہ دینے کا وعدہ کر لیا۔ حالانکہ وہ آپس مین بالکل جُدا جُدا ہین لیکن تم ایک امام کے سلسلہ مین ہو ایک خلیفہ کے ماتحت ہو۔ مین تمہارا روحانی بزرگ ہون تم مجھے اس نیک کام مین مدد دو اور دس ہزار روپیہ جو تمہارے نزدیک ایک ادنی رقم ہے بہم پہونچادو تاکہ یہ ضعفاء آباد ہو کر تمہین دعائین دین اور اللہ تعالیٰ تمہین اس نیک کام کا اجر بخشے اور دین و دنیا مین آباد و شاد فرمائے نواب محمد علی خان صاحب نے ایک قطعہ زمین دار الضعفاء کو لئے عطاء فرمایا ہے جس مین ۲۲ مکان طیار ہون گے اللہ تعالیٰ انہین دین و دنیا مین کامیاب کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک مکان بنا دینے کا وعدہ فرمایا ہے ایک مکان کا روپیہ اس عاجز کے پاس جمع ہے اب کل بیس ۲۰ مکانون کے واسطے روپیہ درکار ہے اور اندازاً ہر مکان پر تین سو خرچ ہوگا اس حساب سے چھ ۶ ہزار روپیہ اور مطلوب ہے اگر ہر ایک جماعت تین تین سو روپیہ عنایت فرماوے تو جھٹ پٹ یہ کام اسی سال مین پُورا ہو جاوے۔ اصل مین ہماری نظر تو خدا تعالےٰ ہی پر ہے وہی اس کام کو پورا کریگا اور جس پر اس کے کرم کی نظر ہوگی اس کے دل کو اس کار خیر کے لئے کھول دیگا مضمون لکھنا بظاہر ہمارا کام ہے لیکن اس مین تاثیر ڈالنا اسی مالک الملک کا کام ہے۔

اس عاجز نے ایک نظم بھی امداد دار الضعفاء کے لئے لکھی تھی جو ۲۳ر فروری سنہ ۱۹۱۱ء کے بدر مین اور ۲۸ فروری ۱۹۱۱ء کے الحکم مین چھپ چکی ہے اس سے بعض احباب کو کچھ تاثیر ہوئی۔ دلی سے ایک دوست کی بیوی اور بیٹی نے مبلغ پندرہ روپیہ فوراً ارسال کئے۔ احباب سے التجا ہے اپنے گھرون مین بھی اس نظم کو سُنادین۔ عورتین نرم دل ہوتی ہین۔ اُمید کہ اپنے نانا صاحب کی پریشانی پر رحم کرینگی اور ضعفاء کو آباد کر کے خود بھی دونون جہان مین آباد و شاد ہونگی اور اونکی اولاد و مال مین اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمادیگا۔

وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد حسبی اللہ

ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر

میر ناصر نواب - ۲ر مارچ سنہ ۱۹۱۱ء - قادیان

خطبہ جمعہ

حضرت خلف المسیح صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے اس جمعہ کے خطبہ مین سورہ السجدہ کے پہلے رکوع پر وعظ فرمایا۔ جس مین آپ نے بتایا کہ فطرت انسانی بمنزلہ آئینہ کے ہے۔ آئینہ مین جیسا عکس پڑتا ہے ویسا نظر آتا ہے اسی طرح اگر انسان انبیاء کی تعلیم کا متبع ہو۔ تو نیک ہے۔ اگر برون کی صحبت مین رہے تو پھر برا۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ نیکی پھیلے۔ چنانچہ اس کی طرف ہمیشہ ایسے لوگ ہی مبعوث ہو کر آتے ہین۔ جو خلق اللہ کو نیکی کی ہدایت کرتے ہین کبھی کسی نے نہین سنا کہ کوئی شخص خدا سے مبعوث ہونے کا مدعی ہو اور کہے کہ مین گمراہی پھیلانے کے لئے آیا ہون پھر جو بُرے ہین اون کو روکنے کے لئے خدا تعالیٰ کے عذاب دنیا مین بھی آتے ہین۔ شریر تو عذاب کے وقت توبہ کرتا ہے۔ اور نیک عذاب سے پہلے ڈر جاتا ہے اور یہ بھی ایک لطیفہ ہے کہ جب گورنمنٹ سے اعلان ہو کہ چور پکڑے جاوین گے ان کو سزا دی جائے گی۔ تو چور تو شوخی دکھلاتے ہین۔ مگر جو نیک

میں وہ اور بھی ڈریں اور اپنی اصلاح کریں جب عذاب الٰہی آتا ہے تو بد شوخی دکھلاتے ہیں۔ مگر نیک اور بھی ڈرتے اور اپنی اصلاح کر لیتے ہیں۔

تب بدوں کو عذاب دیا جاتا ہے اور وہ اس عذاب سے نکلنے کے لئے بہت ہی ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ مگر کچھ پیش نہیں جاتی چنانچہ طاعون ہے ہر سال اس کے لئے کمیٹیاں ہوتی ہیں کبھی سمجھا جاتا ہے چوہے پھیلاتے ہیں کبھی پسو۔ کبھی یہ سمجھتے ہیں کہ آبادی سے باہر نکل جائیں تو محفوظ رہ سکتے ہیں۔ مگر ہر سال کا تجربہ عبث جاتا ہے طاعون اپنی شدت میں بڑھ رہا ہے۔ اس عذاب سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ وہ حقیقی خشوع و خضوع اور خدا کی فرمانبرداری ہے۔

دیکھو جس ملک میں امن ہو اور رعایا اپنے بادشاہ کی تابع ہو تو اس پر وہی بادشاہ چڑھائی نہیں کر سکتا۔ جب ایک کمزور ناقص عقل والے انسان کا یہ حال ہے۔ تو خداوند زمین و آسمان جو ارحم الراحمین ہے اور علیم و حکیم ہے اس نے جو اپنی فوجیں بھیجی ہیں تو اس سے یقین ہوتا ہے کہ دنیا نے بغاوت کی ہے جس کے فرو کرنے کے لئے یہ فوج کشی ہے۔ اس وقت خدا کی فوجیں کوچ کر چکی ہیں پس قبل اس کے کہ وہ فوجیں تمہارے محلوں پر تمہاری جانوں پر حملہ کریں تم خدا سے صلح کر لو۔ اور اپنے تئیں اس کے حوالہ کر دو۔ اور اس بکرے کی مانند ہو جاؤ جو ذبح ہونے کے لئے مالک کے قدموں میں گر پڑتا ہے۔ کیونکہ خدا دو موتیں کسی پر جمع نہیں کرتا۔ دیکھو مشہور ہے کہ جب شیر کے سامنے آدمی اپنے تئیں نیچے گرا دے۔ تو وہ اس پر حملہ نہیں کرتا۔ جب ایک نادان حیوان جس کی زیست کا مدار اپنے شکار کے کھانے پر ہے۔ جب وہ بھی رحم کرتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے۔ تو کیا خدا تعالیٰ جو تمہیں زندگی بخشنے والا ہے اور جسے تمہارے ہلاک کرنے سے کچھ فائدہ نہیں کیا وہ تمہیں مار دیگا۔ ہرگز نہیں۔ جب تم اپنے میں پختگی پیدا کرو گے تو پھر تمہارا مالک نہیں توڑے گا۔ برتن وہی توڑتا ہے جو کچا ہو۔

یہ وہ زمانہ ہے جسکی نسبت اذا الجحیم سعرت و اذا الجنۃ ازلفت کی پیشگوئی ہے۔ جہنم (طاعون) بھڑکائی گئی ہے۔ تو جنت بھی قریب کی گئی ہے۔ تم جنت کے وارث بننے کی کوشش کرو۔ تم اس آیت کے مصداق نہ بنو۔ ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربہ ثم اعرض عنھا۔ بلکہ تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً و طمعاً کے مطابق اپنا طرز عمل رکھو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انصار اللہ

میرے اشتہار من انصاری الی اللہ کے جواب میں چند دوستوں کی آواز

آئی ہے۔ جو کہ بڑی خوشی سے اس انجمن کے ممبر بننا چاہتے ہیں لیکن اکثر احباب بلا استخارہ کے اپنا نام شامل کروانا چاہتے ہیں اور زور دیتے ہیں کہ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست میں ایسے اصحاب کو اور ان کے ہم خیال و دیگر دوسرے احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ سات دفعہ استخارہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ استخارہ ہمیشہ کار خیر میں ہی ہوتا ہے استخارہ کے معنے ہیں خیر طلب کرنا پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ برے کام میں انسان اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب ہو۔

یہ تو نیک کام ہی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ سے انسان نیکی کا طالب ہوتا ہے اور درمیان میں مصیبتوں اور بلاؤں سے نجات مانگتا ہے اور دوسرے استخارہ کی شرط سے استقلال کی آزمائش بھی منظور ہے۔ بعض دوست ایسے بھی ہیں جن کو استخارہ پر زور دیا گیا تو وہ چند دن کے بعد تھک گئے۔ اور سات دفعہ استخارہ نہ کر سکے اور اس پر انجمن میں شامل ہونے سے رہ گئے۔ پس استخارہ کا ہونا بڑا ضروری ہے۔ اور آئندہ جو احباب اس انجمن کی ممبری کی درخواست کریں وہ اول سات دفعہ استخارہ کر کے مجھے اطلاع دیں۔

اس جگہ میں ان دوستوں کی غلطی بھی دور کرنا چاہتا ہوں جن کا خیال ہے کہ استخارہ پر خواب بھی ضرور آنی چاہیئے۔ بلکہ استخارہ سے خواب کا کوئی تعلق نہیں۔ استخارہ تو ایک دعا ہے کہ الٰہی اگر یہ کام میرے لئے مبارک ہے تو مجھے اس کے کرنے کی طاقت دے۔ اور اگر برا ہے۔ تو مجھے اس سے روک دے اور اس کے بعد جو کچھ دل میں آئے وہ کرے۔ یہ ضروری نہیں کہ خواب ہی آئے۔

اس وقت تک کے درج شدہ ممبروں کی فہرست درج ذیل کرتا ہوں تاکہ وہ ایک دوسرے سے آگاہ ہو جاویں۔

۱۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب قادیان ضلع گورداسپور

۲۔ حافظ روشن علی صاحب " " "

۳۔ منشی احمد دین صاحب۔ اپیل نویس۔ گوجرانوالہ۔

۴۔ منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلارک قلعہ میگزین فیروزپور

۵۔ شیخ عبدالرحمان صاحب نومسلم لاہوری۔ قادیان (گورداسپور)

۶۔ سید صادق حسین صاحب مختار عدالت۔ اٹاوہ

۷۔ شیخ غلام احمد صاحب واعظ۔ قادیان (گورداسپور)

۸۔ میاں خدا داد صاحب، سائیدار، میول کورنٹ ۳۰ کراچی چھاؤنی

علاوہ ان احباب کے چند اور دوست استخارہ میں مشغول ہیں۔ آخر میں میں اپنے دوستوں کو اس انجمن کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے سے اطلاع دیتا ہوں کہ آپ نے اسے کس قدر پسند فرمایا ہے۔ جب میرا مضمون بدر میں چھپا تو آپ نے باوجود بیماری کے شروع سے لے کر آخر تک اسے پڑھا اور آخر میں مجھ سے فرمایا کہ "میں بھی آپ کے انصار اللہ میں شامل ہوں"۔ میرے خیال میں ایک پیر اپنے مریدین کے کسی کام پر اس سے زیادہ پُرزور الفاظ میں پسندیدگی کا اظہار نہیں کر سکتا۔ ورنہ خادم مخدوم کا کیا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ میں نے یہ الفاظ اس لئے درج کئے ہیں کہ تا میرے احباب اس بات کا یقین رکھیں کہ ہم خدا کے فضل سے کسی فضول کام کے درپے نہیں ہیں۔ والسلام۔ خاکسار مرزا محمود احمد۔ قادیان